تفسیر سورۃ النصر

از جناب مولنا عبدالقدیر صدیقی

اس سورہ کا نام سورۃ النصر ہے۔ اس میں تین آیتیں ہیں۔ یہ سورۃ مدینہ منورہ میں اتری ہے۔
قریش اور دیگر قبائل عرب کا قاعدہ تھا کہ ماہ ہائے ذی القعدہ۔ ذی الحجہ محرم اور
ماہ رجب میں امن وصلح رہتی۔ حج کرنے والوں کو کوئی نہ روکتا نہ ستاتا۔ ان مہینوں کو اشہر حُرم
کہتے تھے حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی حج کا ارادہ کیا تو کفار نے خلاف قاعدۂ
عرب حضرت اور آپ کے اصحاب کو حج سے بمقام حدیبیہ روکا۔ اس پر سب نے آپکے ہاتھ پر آخر وقت
تک جنگ کرنے کے لیے بیعت کرلی۔ بڑی گفت وشنید کے بعد صلح ٹھیری۔ شرائط صلح میں یہ بھی تھا کہ دس
سال تک باہم جنگ نہ ہو۔ بنی بکر کفار قریش کے حلیف رہیں گے۔ اور بنی خزاعہ رسول خدا اور مسلمانوں کے حلیف۔ ایک دفعہ
بنی بکر و بنی خزاعہ میں لڑائی ہوگئی۔ کفار قریش نے اپنے حلیفوں کی مدد کی اسلیے رسول خدا صلعم کو بھی ضرور ہوا کہ اپنے حلیفوں
کی مدد فرمائیں آپکے ہمراہ رکاب سعادت مدینہ منورہ سے ۱۰ ہزار سپاہی نکلے۔ راستہ میں دو ہزار سپاہی اور آکر
مل گئے۔ جملہ ۱۲ ہزار کی فوج سے حضرت نے دفعتہً مکہ شریف کا محاصرہ کرلیا فرمان رحمت نشان جاری
ہوا۔ جو ابوسفیان سردار قریش کے گھر میں پناہ لے اسکو امان جو مسجد الحرام یعنی مسجد کعبۃ اللہ شریف میں رہے
اسکو امان جو ہتیار ڈالدے اسکو امان۔ عربوں کا خیال تھا کہ مکہ معظمہ پر کسی باطل پرست کا قبضہ نہیں ہوسکتا۔
جب مکہ معظمہ پر حضرت کا قبضہ ہوگیا تو حضرت کے پیغمبر ہونے میں ان کو شک وشبہہ نہ رہا۔ جوق جوق آنے
لگے اور دائرہ اسلام میں داخل ہونے لگے۔ اس پر یہ سورت نازل ہوئی بعض کا قول ہے کہ یہ سورت
مدینہ منورہ میں قبل فتح مکہ ہی نازل ہوچکی تھی۔ اس قول کے مطابق اس سورت میں فتح مکہ کی

پیش گوئی ہے۔

اِذَا۔ جب۔ حرف شرط ہے۔ اِذَا یقینی امر پر ہوتا ہے۔ اور اِنْ مشکوک بات پر۔

نَصْر۔ مدد۔ دشمن کے مقابل میں تائید۔ لفظ مدد میں بار بار اعانت اور اس کا دوام ملحوظ ہے۔ اعانت سے کام میں سہولت ہوتی ہے۔ تائید میں قوت مدنظر ہے۔

الفتح۔ کھولنا۔ دشمن کے قلعہ کا دروازہ کھولکر داخل ہونا۔ فتح ملک کی ہوتی ہے ظفر دشمنوں پر ہوتی ہے۔ ال کئی قسم پر ہے (۱) عہد خارجی یعنی مخصوص و معین۔ اس سے جو قضیہ و جملہ بنتا ہے شخصیہ و مخصوصہ ہوتا ہے۔ جیسے جاء الرجل۔ فلاں شخص آیا۔ (۲) لام طبیعت جیسے الرجل خیر من المرأۃ۔ یعنی مرد کی طبیعت عورت کی طبیعت سے بہتر ہے اس سے قضیہ طبیعیہ بنتا ہے۔ (۳) جنس کا ال جو کلی پر صادق آتا ہے۔ اور اس سے افراد مقصود ہوتے ہیں جیسے الانسان حیوان۔ یعنی جنس انسان پر جنس حیوان صادق آتی ہے اس سے قضیہ مہملہ بنتا ہے۔ (۴) عہد ذہنی جنس میں سے کوئی ایک فرد جیسے ادخل السوق۔ ازار جاؤ یہاں کوئی خاص بازار مراد نہیں ہے۔ اس سے قضیہ جزئیہ بنتا ہے۔ (۵) استغراقی جمیع افراد۔ کل۔ ہر ایک۔ جیسے اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا۔ ہر شخص نقصان میں ہے۔ بجز ایماندار کے۔ اس سے قضیہ کلیہ بنتا ہے۔

النصر اور الفتح سے مطلق نصر و فتح مراد ہے تو ال جنس کا ہے۔ اگر النصر اور الفتح سے فتح و نصرت مکہ مراد ہے تو ال عہد خارجی کا ہے۔

جَاءَ کہا گیا۔ حضر یا حصل نہیں کہا گیا۔ کیونکہ اس میں اس بات کا اشارہ ہے کہ خدا کی فتح و مدد تقادیر الہیہ سے اوقات معینہ پر پہنچتی ہے۔

رایت ۔ رؤیۃ۔ آنکھوں سے دیکھنا۔ رؤیا خواب دیکھنا۔ رویۃ۔ سمجھنا۔ جاننا ۔۔۔۔۔ رأیا۔ مناسب جاننا۔

الناس۔ لوگ، اس لفظ کی تحقیق سورۃ الناس میں ہوچکی ہے۔

یدخلون۔ مثل نصر داخل ہوتے ہیں۔ دخل البیت اور فی البیت دونوں درست ہیں مگر دخل الدین نہیں آتا۔ رأیت کو اگر ابصرت دیکھنے کے معنی میں لیں تو یدخلون حال ہوگا کیونکہ اس معنے پر اس کا ایک مفعول ہوتا ہے۔ اور اگر رأیت علمت اور جاننے کے معنے میں ہو تو یَدْخُلُوْنَ بتاویل الدخول کے دوسرا مفعول ہوگا۔

سَبِّحْ۔ پاکیزگی بیان کر سبح الرجل دور ہوگیا۔ سبح القوم لوگ منتشر ہوگئے سبح اللہ تعالیٰ۔ اللہ تعالیٰ کی ذات مقدسہ کی تنزیہ کی۔ یعنی اللہ تعالیٰ کا تمام صفات و عیوب مخلوقات سے دور اور پاک ہونا بیان کیا۔

حَمْد۔ شکر۔ مدح وثنا۔ راضی ہونا۔ حق ادا کرنا۔ خدائے تعالیٰ کی ذات مقدسہ کی تسبیح و تنزیہ کی جاتی ہے اور اس کے اسماء و صفات۔ کمالات اور انعامات پر حمد کی جاتی ہے اسی لیے حمد کے ساتھ اسم رب لایا گیا ہے جو مسلسل متواتر احسانات پر دلالت کرتا ہے۔

وَاسْتَغْفِرْہُ۔ غفر۔ ڈھانکنا۔ چھپانا۔ مغفر، خود لوہے کی ٹوپی جو سر کو چھپاتی ہے مغفرۃ گناہ کو یا خود شخص کو دامن رحمت میں چھپانا۔ مغفرۃ میں گناہ چھپایا جاتا ہے مگر رہتا ہے عفو میں گناہ مٹا دیا جاتا ہے۔

جن لوگوں نے گناہ کیے ہیں، ان کے گناہ مغفرت سے دامن رحمت میں چھپا دیے جاتے ہیں جن لوگوں نے گناہ کیے ہی نہیں ان کی مغفرت اس طرح ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو دامن رحمت میں اس طرح چھپا لیتا ہے کہ گناہ کی رسائی ان تک ہو ہی نہیں سکتی۔ تو اگر وہ شخص پیغمبر ہو تو اس کو معصوم کہتے ہیں۔ اور ولی ہو تو اس کو محفوظ کہتے ہیں پیغمبر کی عصمت کی ضرورت ہے اور ولی کی حفاظت مالک کی عنایت ہے۔ کرامت ہے۔ انبیا اور رسل کے استغفار کی متعدد صورتیں ہیں:۔

(۱) امت کی جانب سے بحیثیت وکیل اور نمایندہ امت کے استغفار۔ (۲) اپنے ماقبل کی حالت جو موجودہ ترقی شدہ حالت کے لحاظ سے ایک نوع کا گناہ معلوم ہوتی ہے، اس سے استغفار۔ (۳) پیغمبر کو ترک اولیٰ پر سرزنش کی جاتی ہے، اور وہ اسپر استغفار کرتے ہیں۔ (۴) وحی کا انتظار نہ کرکے اعتبار و اجتہاد سے کام لینے پر بھی سرزنش ہوتی ہے اور پیغمبر اس سے استغفار کرتے ہیں۔ (۵) بعض دفعہ ہجوم افکار ابر کی طرح دل پر چھا جاتے ہیں اور پیغمبر یا اولیا جن کا کام ہے تحت اقتدار الٰہیہ رہنا، فکر کرنے سے استغفار کرتے ہیں۔

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ وَرَاَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ۔

جب اللہ کی فتح و نصرت آگئی اور مکہ فتح ہوگیا جس کی بظاہر کوئی امید تھی ہی نہیں۔ اور تم نے دیکھ لیا کہ لوگ اللہ کے دین میں فوج فوج، قبیلہ قبیلہ داخل ہو رہے ہیں تو تم ذات پاک پروردگار کی تنزیہ بیان کرو۔ جو ان اصنام اور بتوں کی پلیدی سے پاک ہے اپنے پروردگار کے احسانات کا عموماً اور خصوصاً فتح مکہ اور نشر اسلام کا شکر ادا کرو۔ اور اس سے دعائے مغفرت کرو۔

اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا۔ تاب مثل تعالیٰ رجوع کیا۔ پلٹا۔ لوٹا۔ توّاب بہت رجوع کرنیوالا۔ ترجمہ بیشک وہ بڑا توبہ قبول کرنے والا، رحمت کے ساتھ رجوع کرنے والا ہے۔

باز آ باز آ ہر آنچہ ہستی باز آ — گر کافر و گبر و بت پرستی باز آ
ایں درگہ ما درگہ نومیدی نیست — صد بار اگر توبہ شکستی باز آ

جب یہ سورت اتری تو حضرت عباس رونے لگے۔ وہ سمجھ گئے کہ فرض رسالت پورا ہو چکا اب دنیا سے حضرت کے پردہ کرنے کا وقت آگیا اور ہوا بھی یہی کہ تھوڑی مدت میں آپنے دنیائے فانی پر آخرت جاودانی کو ترجیح دی۔ لا الٰہ الا اللہ الحق المبین محمد رسول اللہ الصادق الامین۔